سلسلہ 1
معجزاتِ نبوی

بچوں کے لئے سچی کہانیاں

مکار دشمن



نعیم احمد بلوچ

دار السلام
DARUSSALAM

سلسلہ معجزاتِ نبوی 1

مکار دشمن



نعیم احمد بلوچ

دارالسلام
DARUSSALAM
دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

نام کتاب : **مکار دشمن** (سلسلہ معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

مصنف : نعیم احمد بلوچ

منتظم اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

ہیڈ آفس: پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
ای میل: Darussalam @ Naseej. Com.Sa

پاکستان: ① 50 لوئر مال نزد ایم - اے - او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 42 092 فیکس: 7354072
ای میل: Daruslm @ Brain.Net.PK.

② رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 7120054 42 092 فیکس: 7320703

امریکہ: پوسٹ بکس: 79194، ہیوسٹن، ٹیکساس: 77279، (یو ایس اے) فون: 9359206 713 001 فیکس: 7220431
ای میل: Darsalam @ Dar - us - Salam. Com.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلے مجھے پڑھئے

ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے' اسحاق اور اسماعیل علیہ السلام۔ اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے: یعقوب علیہ السلام اور عِیصُو۔ یعقوب علیہ السلام کا لقب ''اِسْرَائِیْل'' تھا' اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے' جس کا مطلب ہے: ''اللہ کا بندہ'' یعقوب علیہ السلام کی قوم کو ان کے اسی لقب کی وجہ سے ''بنی اسرائیل'' کہتے ہیں' بنی اسرائیل ہی کے ایک قبیلے ''یہودا'' کی نسبت سے اس قوم کو ''یہود'' بھی کہتے ہیں اور اس مذہب کے پیروکاروں کو ''یہودی''۔

عیسٰی علیہ السلام تک جتنے بھی پیغمبر آئے' وہ یعقوب علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے تھے۔ اس لیے انہیں بنی اسرائیل کے پیغمبر کہتے ہیں۔ ان تمام نبیوں نے بنی اسرائیل یعنی یہود کو جہاں توحید' آخرت اور رسالت پر ایمان لانے کا حکم دیا' وہاں انہیں یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ ایک عظیم الشان نبی کو بھیجے گا جو تمام قوموں کے لیے ہدایت لائے گا۔ یہودی ہمیشہ اس نبی کے انتظار میں رہے۔ ان کے نبیوں نے انہیں اس رسول کی بڑی صاف اور واضح نشانیاں بھی بتائی تھیں۔ اسی لیے بہت سارے یہودی مدینہ منورہ کے قریب آکر رہنے لگے تاکہ وہ اس نبی کا استقبال کرسکیں۔ مگر جب یہ ''نبی'' یعنی

محمد ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہودی آپ کی نبوت کو پہچاننے اور آپ کے متعلق اپنی الہامی کتابوں میں لکھی ہوئی نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود آپ کے اور آپ کی امت یعنی مسلمانوں کے بھی دشمن بن گئے۔

اس چھوٹی سی کتاب میں اس دشمنی کی اصل وجہ بیان کی گئی ہے۔ صدیوں سے چلی آنے والی اسی دشمنی کی حقیقت کو ایک دلچسپ کہانی کی شکل دی گئی ہے۔ اس کے مطالعے کے بغیر آپ یہ نہیں جان سکتے کہ یہود اسلام کے دشمن کیسے بنے؟ اور جب تک آپ دشمن کی دشمنی کی اصل وجہ نہ جانتے ہوں، اسے حتمی اور آخری شکست نہیں دے سکتے۔

خادم کتاب وسنت



عبدالمالک مجاہد

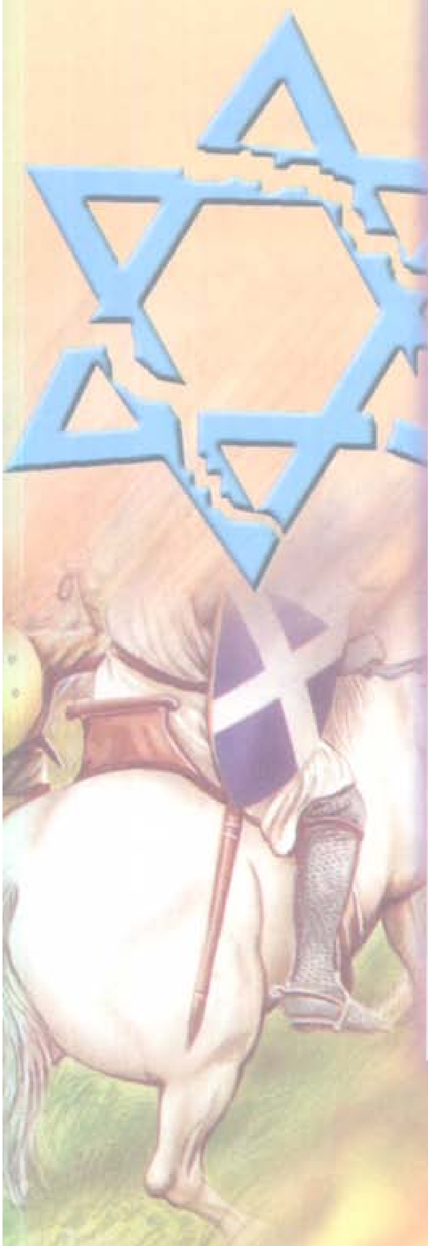
مدیر دارالسلام



چھوٹا سا قافلہ بڑی جلدی میں تھا- اس قافلے کا سردار ''دوس'' تھا- وہ چند افراد جو قافلے میں شامل تھے' اسی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے- دوس جانتا تھا کہ اگر وہ یمن کی حدود سے باہر نہ نکلے تو گرفتار کر لیے جائیں گے اور ان کا حشر بھی وہی کیا جائے گا جو دوسرے لوگوں کا ہوا تھا- یعنی انہیں زندہ آگ کے گڑھوں میں پھینک دیا جائے گا-

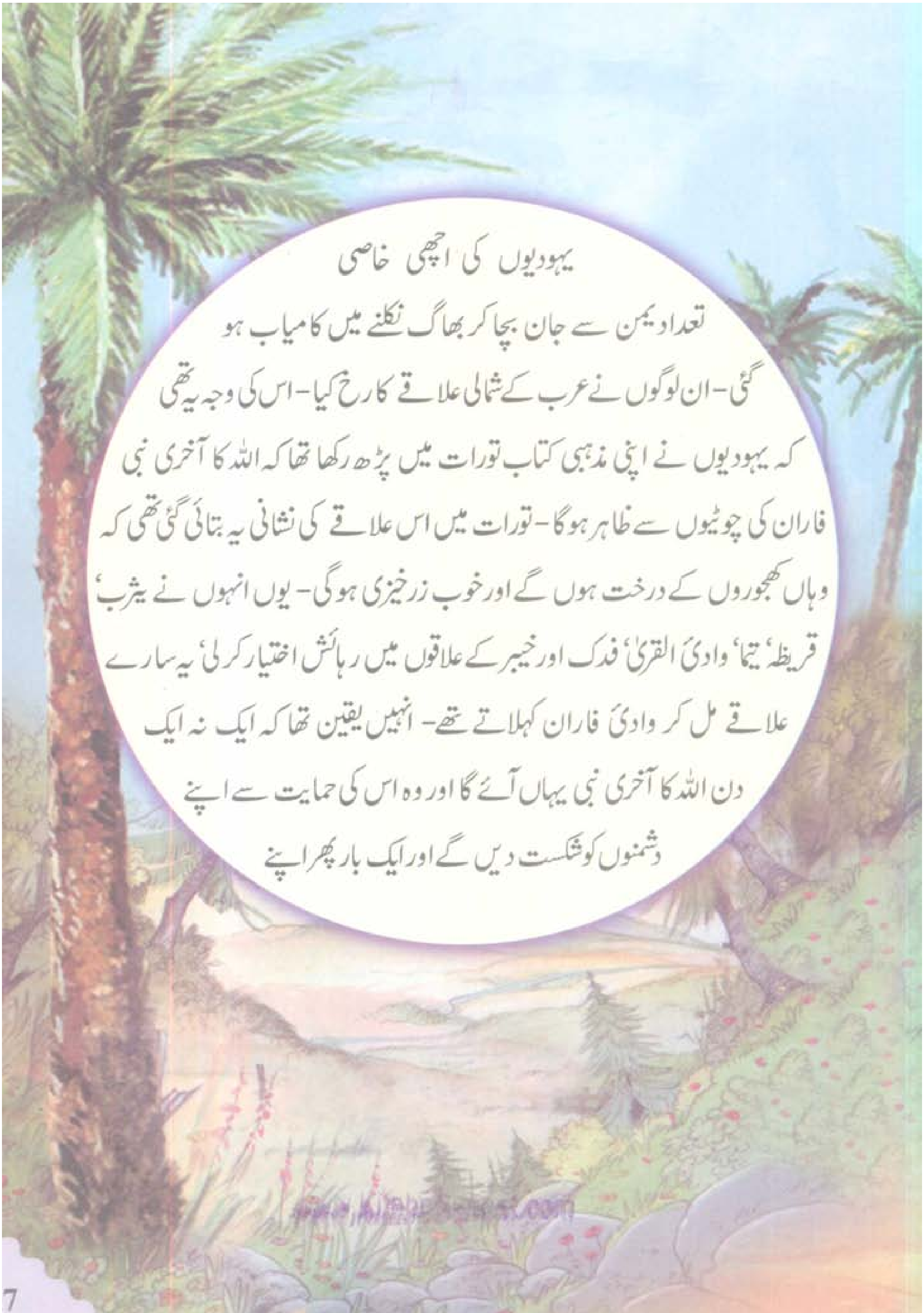
آرام کا خیال دل میں لائے بغیر' عورتوں اور بچوں کی تکلیف کا لحاظ رکھے بنا' یہ قافلہ منزل کی طرف بڑھتا رہا- اس کی منزل روم تھی' جہاں اس کے ہم مذہب لوگ بستے تھے......یعنی عیسائی-

دراصل یمن کا نیا بادشاہ ''ذونواس'' یہودی تھا- اس نے اپنے ملک کا حکمران بنتے ہی یہ اعلان کرا دیا تھا کہ یہاں کوئی عیسائی بن کر نہیں رہ سکتا' اگر یمن میں کسی کو رہنا ہے تو یہودی بن کر رہنا ہوگا ورنہ موت قبول کرنا ہوگی-

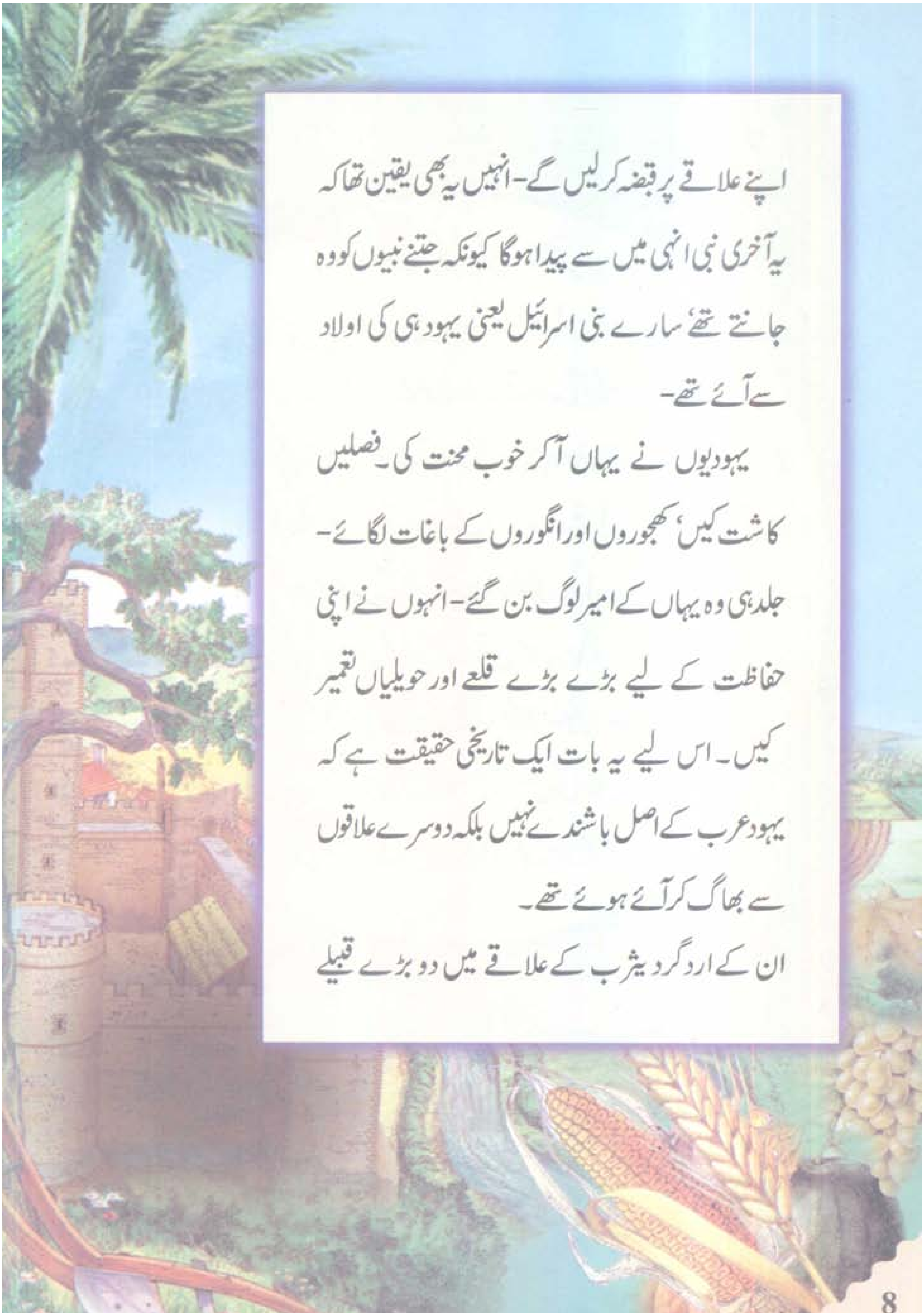


جو لوگ سچے دل کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے، انہوں نے موت کو تو گلے لگا لیا لیکن اپنا مذہب تبدیل نہ کیا۔ یوں ذونواس نے بیس ہزار سے زیادہ عیسائیوں کو آگ کے گڑھوں میں ڈال کر ہلاک کر ڈالا مگر دوس خوش قسمت رہا، وہ اپنے بیوی بچوں سمیت بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور روم پہنچ گیا۔

روم پہنچتے ہی دوس نے بادشاہ کے پاس پہنچ کر ساری داستان کہہ سنائی۔ بادشاہ نے یمن کے قریب حبشہ میں اپنے ماتحت حکمران کو حکم دیا کہ وہ ذونواس پر حملہ کر دے۔ اس وقت حبشہ میں ایک انتہائی ظالم حکمران کی حکومت تھی۔ اس کا نام ابرہہ تھا۔ ابرہہ نے ستر ہزار کا لشکر لے کر ذونواس پر حملہ کر کے اس کے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سیکڑوں اور ہزاروں یہودیوں کو قتل کر کے یمن پر قبضہ کر لیا۔



یہودیوں کی اچھی خاصی
تعداد یمن سے جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی-ان لوگوں نے عرب کے شمالی علاقے کا رخ کیا-اس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں نے اپنی مذہبی کتاب تورات میں پڑھ رکھا تھا کہ اللہ کا آخری نبی فاران کی چوٹیوں سے ظاہر ہو گا-تورات میں اس علاقے کی نشانی یہ بتائی گئی تھی کہ وہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے اور خوب زرخیزی ہو گی-یوں انہوں نے یثرب، قریظہ، تیما، وادیٔ القریٰ، فدک اور خیبر کے علاقوں میں رہائش اختیار کر لی، یہ سارے علاقے مل کر وادیٔ فاران کہلاتے تھے- انہیں یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن اللہ کا آخری نبی یہاں آئے گا اور وہ اس کی حمایت سے اپنے دشمنوں کو شکست دیں گے اور ایک بار پھر اپنے



اپنے علاقے پر قبضہ کرلیں گے- انہیں یہ بھی یقین تھا کہ یہ آخری نبی انہی میں سے پیدا ہوگا کیونکہ جتنے نبیوں کو وہ جانتے تھے' سارے بنی اسرائیل یعنی یہود ہی کی اولاد سے آئے تھے-

یہودیوں نے یہاں آکر خوب محنت کی۔ فصلیں کاشت کیں' کھجوروں اور انگوروں کے باغات لگائے- جلد ہی وہ یہاں کے امیر لوگ بن گئے- انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے بڑے بڑے قلعے اور حویلیاں تعمیر کیں۔ اس لیے یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یہود عرب کے اصل باشندے نہیں بلکہ دوسرے علاقوں سے بھاگ کر آئے ہوئے تھے۔

ان کے اردگرد یثرب کے علاقے میں دو بڑے قبیلے



تھے...... اَوْس اور خَزْرَج...... انہوں نے دیکھا کہ ان قبیلوں کے آپس کے تعلقات اچھے نہیں' لڑائی کرانے اور پھوٹ ڈلنے میں تو وہ پہلے ہی سے ماہر تھے' انہوں نے ان دونوں قبیلوں کو بھی آپس میں خوب لڑایا۔ لڑائی کے لیے اَوس اور خزرج کے لوگوں کو تلواریں اور دوسرا اسلحہ خریدنے کے لیے جو رقم درکار ہوتی' وہ انہیں مہیا کرتے اور اس پر بہت سارا سود یعنی ناجائز منافع بھی لیتے۔ یوں اَوس اور خزرج کے اکثر لوگ ان کے مقروض رہتے تھے۔ یہودی قرض دیتے وقت تو بڑے اخلاق سے پیش آتے مگر جب قرض کی مدت ختم ہوتی تو بڑے بے لحاظ اور ظالم بن جاتے۔ وہ ان کے باغات کے پھلوں پر قبضہ کر لیتے' ان کی زمینیں ضبط کر لیتے' اگر کوئی ان سے لڑتا تو وہ دھمکی دیتے کہ جلد ہی ہمارے خاندان میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے' جب وہ آئے گا تو وہ اس کے ساتھ مل کر اپنے دشمنوں کو ختم کر ڈالیں گے۔

انہی حالات میں یہود کو اطلاع ملی کہ مکہ مکرمہ میں بنی اسماعیل کے ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے مگر انہوں نے اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دی بلکہ ان کے اندر حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ وہ سوچنے لگے کہ آخری نبی تو بنی اسرائیل یعنی یہود کے ہاں پیدا ہونا چاہیے' یہ ہمارے مخالفوں کے درمیان کیسے پیدا ہو گیا؟

بنی اسماعیل کو وہ اپنا مخالف کیوں سمجھتے تھے؟ اس کی ایک لمبی تاریخ ہے۔ مختصر یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے' اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام۔ تمام یہودی اسحاق علیہ السلام کی اولاد اور ان کی قوم کے لوگ تھے۔

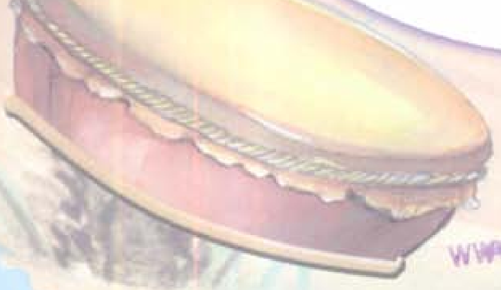
خاندانی طور پر وہ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی قوم کو جاہل سمجھتے اور ان سے نفرت کرتے' وہ سمجھتے کہ اللہ بھی بنی اسماعیل سے ناراض ہے' اسی لیے ان کے ہاں کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔ اب جب انہیں بنی اسماعیل کے ہاں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی خبر ملی تو وہ حیران بھی ہوئے اور حسد کا شکار بھی!



کچھ ہی مدت بعد انہیں یثرب میں یہ خبر سننے کو ملی
کہ اَوس اور خزرج کے کئی قبیلے اس نبی پر ایمان لے آئے ہیں اور
جلد ہی وہ یثرب بھی تشریف لانے والے ہیں۔ اس خبر سے پہلی مرتبہ ان کے
کان کھڑے ہو گئے۔

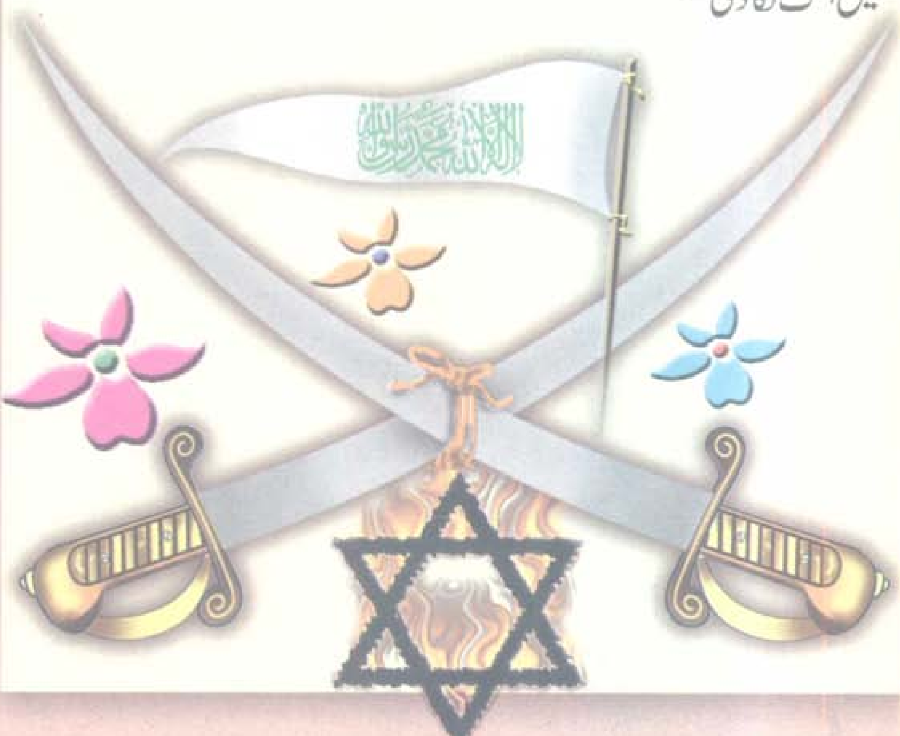
وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ اب کیا کریں؟ ابھی وہ کچھ فیصلہ نہیں کر پائے
تھے کہ پورے یثرب میں یہ خبر پھیل گئی کہ مکہ میں قریش کی جس ہستی نے نبی ہونے کا
دعویٰ کیا تھا، وہ تشریف لے آئے ہیں۔

یہود کے لیے یہ بڑی پریشانی کا دن تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ اَوس اور
خزرج کے بڑے بوڑھے، مرد، عورتیں، بچے سبھی اس نبی کی آمد پر
بہت خوش ہیں اور شہر سے باہر نکل کر ان کا استقبال
کر رہے ہیں۔



ان کے لیے اس میں پریشانی کی بات یہ تھی کہ اَوس اور خزرج کو تو انہوں نے ہمیشہ سے آپس میں لڑائے رکھا تھا' اب وہ دیکھ رہے تھے کہ یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اسلام قبول کر رہے ہیں- اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ ایک مذہب کے ماننے والے بن کر دونوں میں اتحاد ہو جانا تھا-

یہود کے لیے دوسری پریشانی یہ تھی کہ وہ ہمیشہ سے یہ شور مچاتے آ رہے تھے کہ آنے والا نبی ان کے خاندان میں سے ہو گا- وہ بنی اسماعیل اور دوسرے عربوں کو جاہل' گنوار اور دیہاتی کہتے تھے اور انہیں طعنے دیتے' مذاق اڑاتے کہ تمہارے اندر سے کبھی کوئی نبی پیدا نہیں ہوا اور نہ ہو گا- اب اس خبر نے تو ان کے تن بدن میں آگ لگا دی-



اور پھر وہ دن آن پہنچا جس دن یثرب کی قسمت جاگ اُٹھی - اس کا نام بدل کر ''مَدِیْنَۃُ النَّبِی'' یعنی نبی کا شہر قرار پایا -

اللہ کے آخری اور سچے نبی محمد ﷺ یثرب سے چند میل کے فاصلے پر ایک بستی قبا میں عارضی طور پر ٹھہر گئے ۔ ①

آپ کے قیام کی خبر سن کر ایک یہودی سردار ''حُیَی بِن اَخطب'' اپنے بھائی کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے گیا - انہوں نے آپ سے خوب سوال جواب کیے۔ جب وہ گھر آئے تو حیی بن اخطب کی بیٹی ''صفیہ'' نے محسوس کیا کہ آج اس کے والد اور چچا بڑے تھکے تھکے اور بوجھل طبیعت کے ساتھ گھر آئے ہیں - حیی بن اخطب کی بیٹی باپ کو اس حالت میں دیکھ کر سخت پریشان ہوئی۔ وہ اس کی طبیعت معلوم کرنے اس کے پاس گئی - قریب پہنچی تو دیکھا کہ دونوں بھائی آپس میں گفتگو کر رہے تھے -





اس کے چچا ابو یاسر بولے: ''کیا یہ وہی ہیں، جن کا ہم مدت سے انتظار کر رہے تھے؟''

حیی بن اخطب نے کہا: ''اللہ کی قسم! وہی ہے۔''

''تو پھر کیا رائے ہے آپ کی؟'' ابو یاسر نے پوچھا

حیی بن اخطب نے نفرت بھری آواز میں کہا:

''نفرت، دشمنی...... زندگی بھر!''②

اور واقعی دونوں بھائی ساری زندگی اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ (صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا اور آج پوری مسلمان امت انہیں ام المؤمنین کا درجہ دیتی ہے۔)

یہودی دیکھ رہے تھے کہ یثرب کی بستی میں لوگ تیزی سے اسلام قبول کر رہے ہیں اور اس موقع پر اگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی کھلم کھلا مخالفت کی تو اَوس اور خزرج ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ یوں حالات سے مجبور ہو کر انہوں نے آپ کو مدینہ کا سردار تو مان لیا لیکن آپ پر ایمان نہ لائے۔ انہیں تو یہ چاہیے



تھا کہ آپ کو پہچاننے کے بعد سب سے پہلے آپ پر ایمان لاتے اور آپ کے سچے نبی ہونے کی تصدیق کرتے کیونکہ ان کی کتاب تورات کی پیشین گوئی کے مطابق اللہ کے نبی فاران ہی کے علاقے میں سے ظاہر ہوئے تھے لیکن ان ضدی اور جھگڑالو لوگوں کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کسی دوسرے خاندان میں پیدا ہوں۔ اپنی اسی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ایمان لانا تو دور کی بات، الٹا وہ آپ اور مسلمانوں کے خلاف درپردہ سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور آپ کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

محمد ﷺ

اِدھر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیشہ ان سے درگزر سے کام لیا
اور ان کے دلوں پر برابر دستک دیتے رہے کہ ہو سکتا ہے وہ ایمان لے
آئیں، لیکن یہ اللہ کا قانون ہے کہ جو جانتے بوجھتے، بات سمجھ میں آجانے کے
باوجود حق کا انکار کرے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے...... یعنی پھر اس میں سچی
بات ماننے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی - وہ اس معاملے میں بالکل اندھا ہو جاتا ہے
اور یہود بھی رسول اللہ ﷺ کو پہچاننے، جاننے اور پرکھنے کے بعد آپ کا انکار کر
چکے تھے - اس لیے وہ بھی آنکھیں رکھنے
کے باوجود اندھے ہو چکے تھے،
سنتے کان رکھنے کے
باوجود بہرے ہو
چکے تھے۔





ان کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کی انتہا اس وقت ہوئی جب انہوں نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا......

ہوا یوں کہ یہود کے قبیلے بنو نضیر کو اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ ایک اہم معاملے میں بات چیت کرنے ان کے ہاں تشریف لا رہے ہیں- تب انہوں نے ایسا منصوبہ بنایا جس سے ان کے خیال میں (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) آپ کا کام بھی تمام ہو جاتا اور ان پر الزام بھی نہ آتا- چناں چہ جب آپ اپنے تین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی مجلس میں تشریف لے آئے تو آپ کو ایک مکان کی دیوار کے ساتھ بٹھایا گیا-

دوسری طرف طے شدہ منصوبے کے مطابق ایک یہودی عمرو بن جحاش چکی کا بھاری پتھر لے کر چھت پر چڑھ گیا- اس نے دیوار کے اوپر سے اس پتھر کو لڑھکانا تھا تاکہ آپ اس پتھر سے کچل دیے جائیں، لیکن اللہ اپنے رسولوں کی

حفاظت فرماتا ہے- اس کا وعدہ
ہے کہ اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے اور کوئی
ان پر غالب نہیں آسکتا- چناں چہ ابھی ابن جحاش چھت پر پہنچا
ہی تھا کہ وحی کے ذریعے آپ کو یہود کی اس سازش کے بارے میں بتا
دیا گیا- آپ فوراً اپنی نشست سے اُٹھ گئے اور مدینہ کی طرف
چل دیے-

آپ کا انداز ایسا تھا کہ جیسے آپ کو کوئی

اہم کام یاد آ گیا ہو اور ابھی واپس آ جائیں گے' اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم وہیں بیٹھ کر آپ کی واپسی کا انتظار کرنے لگے لیکن جب آپ خاصی دیر کے بعد بھی واپس نہ آئے تو سب پریشان ہو کر واپس آگئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب آپ سے یوں بغیر بتلائے واپس آنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے ساری حقیقت بیان فرما دی۔ [3]

یہود بھی عجیب قوم تھی صرف تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بھی وہ خفیہ طریقے سے ایک سازش کے تحت آپ کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کھلم کھلا یہ کام کیا تو اَوس اور خزرج کے مسلمان ان کی تِکّا بوٹی کر ڈالیں گے۔ اس لیے انہوں نے یہ سازش تیار کی تھی۔

اس سازش کی سزا کے طور پر یہودیوں کے اس قبیلے یعنی بَنُو نَضِیر کو حکم دیا گیا کہ وہ دس دن کے اندر اندر اس علاقے سے چلے جائیں ورنہ ان کو ختم کر دیا جائے گا۔ [4]



یہ یہودی یہاں سے نکل کر خیبر کے علاقے میں چلے گئے۔ خیبر پہلے ہی یہودیوں کا گڑھ تھا۔ مزید یہودیوں کے وہاں پہنچنے سے ان کی نفرتیں اور بڑھ گئیں اور وہ ایک مرتبہ پھر نئی سازشوں میں مصروف ہو گئے۔

حیی بن اخطب اور دوسرے یہودیوں نے اب پورے عرب کو مسلمانوں کے خلاف اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لیے انہوں نے ایسی ایسی ترکیبیں لڑائیں کہ پورے عالم عرب کو اسلام کے خلاف متحد کر دیا اور ہر طرف سے فوجیں مدینہ کی طرف بڑھنے لگیں۔ اس کے نتیجے میں غزوۂ احزاب یعنی خندق کی جنگ لڑی گئی۔ غزوۂ خندق صرف اور صرف یہود کی سازشوں کی وجہ سے لڑی گئی۔ [5]







عرب کی تاریخ میں اتنی فوج پہلے کبھی اکٹھی نہیں ہوئی تھی، چناں چہ مدینہ کو بچانے کے لیے خندق کھودی گئی اور مسلمانوں نے اللہ کی مدد اور اپنی ایمانی قوت سے اس جنگ میں بھی فتح پائی اور سازشی یہود ایک دفعہ پھر ناکام ہوگئے۔



رسول اللہ ﷺ اچھی طرح جانتے تھے کہ اب عرب میں اسلام کے اصل اور حقیقی دشمن صرف اور صرف یہود ہی ہیں۔ خندق کی جنگ نے پورے عرب کی اسلام دشمن طاقتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منتشر کر دیا تھا۔ اب صرف یہود باقی تھے اور ان کا سازشی وجود کسی بھی وقت خندق کی جنگ جیسے حالات دوبارہ پیدا کر سکتا تھا۔ چناں چہ جب کفار مکہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہو گیا تو آپ نے ان سازشیوں کو سبق سکھلانے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت تک مدینے سے یہود مکمل طور پر نکالے جا چکے تھے اور اب ان کا مرکز خیبر تھا۔



آپ نے خیبر ہی کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جس رات اسلامی لشکر خیبر میں داخل ہو کر خیمہ زن ہوا' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں۔" رات بھر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم انتظار میں رہے کیونکہ وہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کرتے تھے۔

صبح آپ نے پوچھا کہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ ان کی آنکھ دُکھ رہی ہے۔ آپ نے انہیں بلا بھیجا' پھر ان کی آنکھ میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر دعا کی تو ان کی آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ اللہ نے اپنے نبی کے ہاتھوں معجزہ کر دکھایا۔ اب مسلمان علی رضی اللہ عنہ کی رہنمائی میں یہودیوں پر حملہ آور ہوئے۔

خیبر میں یہود کے آٹھ مضبوط قلعے تھے۔ ان میں سے پہلا قلعہ ناعم تھا۔

اس قلعے کا سردار "مرحب" تھا۔ وہ یہودیوں کا سب سے طاقت ور



پہلوان مانا جاتا تھا- اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ سو آدمیوں سے بھی زیادہ طاقتور ہے-مرحب بڑے غرور اور تکبر سے مسلمانوں کو مقابلے کے لیے للکار رہا تھا- مسلمانوں کی طرف سے عامر رضی اللہ عنہ مقابلے پر آئے۔ مقابلہ شروع ہوا اور دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں۔ مرحب نے ایک بھرپور وار کیا تو عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال پر اسے روکا۔ مرحب کی تلوار ڈھال کے اندر پھنس گئی۔ عامر رضی اللہ عنہ نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نیچے سے وار کیا۔ انہوں نے اس کی ٹانگ کاٹنا چاہی تھی لیکن تلوار چھوٹی ہونے کے سبب ایسا نہ ہو سکا۔ ان کی تلوار پھسل کر ان کے اپنے گھٹنے پر لگی اور وہ زخمی ہو گئے۔

مرحب نے فتح کا نعرہ لگایا اور پھر للکارا۔ اب علی رضی اللہ عنہ سامنے





آئے۔ انہوں نے مقابلے کے آغاز ہی میں مرحب کے سر پر ایک بھر پور وار کیا۔ مرحب وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد مرحب کا بھائی یاسر میدان میں آیا۔ اس کے مقابلے میں زبیر رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے یاسر کو جہنم رسید کیا۔

انفرادی مقابلوں کے بعد عام جنگ شروع ہوئی اور شدید مقابلے کے بعد یہودی دوبارہ قلعے میں جا چھپے۔ آخر کئی دن کی لڑائی کے بعد یہ ناعم قلعہ فتح ہو گیا۔ ⑥

ناعم کے قلعے کے بعد یہود کے باقی قلعے بھی ایک ایک کر کے فتح ہوتے گئے۔

جب خیبر کا پورا علاقہ فتح ہو گیا تو حضور ﷺ نے ان سازشیوں کے ختم ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ یہودیوں نے بھی جب دیکھا کہ اب ان کی طاقت ختم ہو گئی ہے تو انہوں نے آپ سے صلح کا اعلان کر دیا اور آپ کی اطاعت قبول کر لی۔ ⑦



آپ نے مدینہ واپسی کا اعلان کیا مگر واپسی سے ایک دن قبل زینب بنت حارث نام کی ایک یہودی عورت نے پیغام بھیجا کہ وہ آپ کی دعوت کرنا چاہتی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ دعوت قبول کر لی۔

زینب بنت حارث کوئی عام عورت نہ تھی۔ یہ مشہور سردار مرحب کی بہن تھی، جسے علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ مرحب کے بعد اس کا دوسرا بھائی یاسر بھی زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر زینب نے دعوت دی ہے تو اسے قبول کر لینا چاہیے تاکہ اس کے دل میں دشمنی کا زہر ختم ہو جائے لیکن زینب نے یہ دعوت دشمنی کے زہر کو ختم کرنے کے لیے نہیں بلکہ آپ کو اس زہر سے ہلاک کرنے کے لیے کی تھی۔

اس نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بکری کا بھنا ہوا گوشت پسند ہے، اسے اپنی نگرانی میں تیار کرایا، پھر جو حصہ آپ کو پیش کیا جانا تھا اس میں خوب زہر ملا دیا۔



رسول اللہ ﷺ نے گوشت کے اس حصے کا نوالہ منہ میں ڈالا تو فوراً تھوک دیا۔ دراصل نوالے نے اللہ کے حکم سے آپ کو بتا دیا تھا کہ اس میں زہر ہے۔ یہ حضور ﷺ کا عظیم معجزہ تھا۔

آپ نے فوراً زینب کو طلب فرمایا اور اس گھناؤنی حرکت کی وجہ پوچھی؟ وہ بڑی ڈھٹائی سے بولی:

''میں نے گوشت میں زہر اس لیے ملایا تھا کہ اگر آپ کوئی بادشاہ ہیں تو ہماری آپ سے جان چھوٹ جائے گی اور اگر آپ سچے نبی ہوئے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''

آپ نے اس کا عذر قبول کر لیا اور اسے معاف کر دیا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد معلوم ہوا کہ زہر آلود گوشت کی ایک بوٹی کھانے سے بشر بن براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور ان کے خاندان والے مقدمہ لے کر آپ کے سامنے حاضر ہو گئے کہ انہیں انصاف دلایا جائے۔



زینب کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے قتل کی سازش میں معاف کر دیا لیکن یہ دوسروں کا معاملہ تھا، جس میں آپ کے پاس اسے معاف کرنے کا حق نہیں تھا۔ دوسری طرف بشر رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں نے مطالبہ کر دیا کہ زینب کو انصاف کے مطابق سزا ملے، چناں چہ انصاف ہوا اور زینب کو قتل کر دیا گیا۔

یوں اس یہودی عورت نے اپنی سازش کو چھپانے کے لیے جو کہانی گھڑی تھی اللہ نے اس کا پول کھول دیا۔ اس کی سازش نہ صرف ناکام ہوئی بلکہ اسے سزا بھی مل گئی۔ [8]

حضور ﷺ کے اس معجزے کو دیکھتے ہوئے بھی یہودی ایمان نہ لائے بلکہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں اور زیادہ سرگرم ہو گئے- ان کی سازشیں اس وقت سے اب تک جاری ہیں-

اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلا دیا لیکن آج یہود کی سازشیں مسلمانوں کے خلاف کامیاب ہو رہی ہیں' اس کی وجہ صرف ایک ہے...... وہ یہ کہ آج ہم اس طرح کے مسلمان نہیں، جس طرح کے مسلمان صحابہ رضی اللہ عنہم تھے- جس دن ہم سچے مسلمان بن جائیں گے ہم بھی ان کی سازشوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے! (ان شاء اللہ)



پیارے بچوں کے لئے سچی کہانیاں' جو انہیں سچا بنائیں

دَارُالسَّلام کا عظیم منصوبہ

بچوں کی تعلیم وتربیت کو دین شریعت میں بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ خود بچوں کی فطرت نئی نئی معلومات سے دلچسپی رکھتی ہے۔ وہ اپنی نصابی کتابوں کے علاوہ غیر نصابی کتابیں اور رسالے پڑھنے سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ بچپن میں وہ اپنی دادی اماں یا نانی اماں کی گود میں کہانیاں سننے کے عمل سے آشنا ہو چکے ہوتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے کی فطرت کہانی سننے یا پڑھنے سے گہری مناسبت رکھتی ہے۔

بچوں کی اس اہم علمی ضرورت کے لئے جو تحریریں اردو ادب میں ملتی ہیں ان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا ادب بچوں کی شخصیت کی نشوونما اور تعمیر سیرت کی بجائے انہیں طرح طرح کی ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار کر دیتا ہے۔

اردو زبان میں گذشتہ ایک سو سال میں بچوں کے لئے جو ادب تخلیق کیا گیا ہے وہ چند ایک کوششوں کو چھوڑتے ہوئے زیادہ تر مافوق الفطرت کہانیوں' جنوں' پریوں اور چڑیلوں کے کرداروں کے گرد گھومتی ہیں۔ ان میں خالی دلچسپی کے عنصر سے بچوں میں زندگی کی سنجیدہ حقیقتوں سے فرار کا روّیہ پیدا ہوتا ہے........... اب جدید سائنسی دور نے لے دے کے بس یہ کیا ہے کہ جنوں' پریوں' دیووں' بھوتوں اور شہزادے' شہزادیوں کے قصوں کے ساتھ ساتھ سائنس فکشن اور کارٹون کہانیوں کی بھرمار کر دی ہے جس سے بچوں کے ذہنی تجسس کو تو جلا ملتی ہے مگر ان کی شخصیت اور اخلاق کو نکھارنے اور سنوارنے کا کوئی پیغام نہیں ملتا۔

بچوں کا یہ سارا ادب انتہائی غیر مقصدیت کا شکار ہے۔ ان کا نفس مضمون اور اسلوبِ

نگارش کچھ بہتر نتائج پیدا نہیں کر سکا۔

بچوں کے ادب میں ایسے صالح لٹریچر کی شدید کمی ہے جو قرآن مجید کے قصص' حدیث کی امثال اور اسلامی تاریخ کے سچے اور بصیرت افروز واقعات پر مبنی ہوں۔ ان کی پیش کش میں محض دلچسپی کی خاطر کوئی دیو مالائی اور مافوق الفطرت اسلوب اختیار نہ کیا جائے' بلکہ ان کتابوں کا نفس مضمون صالح' اسلوب نگارش دلکش اور پیش کش جاذب نظر ہو۔

انہی تعمیری مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے دارالسلام نے بچوں کے ادب کی فراہمی میں ایک جامع منصوبے کا آغاز کیا ہے جس میں بچوں کے لئے معیاری تحریروں کے خالق اکٹھے کئے گئے ہیں اور ان کے کام کی تصدیق وتوثیق کے لئے ماہرین فن' اساتذۂ کرام اور جید علماء کا ایک ایسا بورڈ قائم کیا گیا ہے جو ایک طرف تو قصے کی تاریخی صداقت کو پیش نظر رکھتا ہے تو دوسری طرف ایسے سادہ' سلیس اور دلچسپ اسلوب کو ملحوظ رکھتا ہے جو بچوں کو بہت مرغوب ہے۔

دارالسلام نے اپنی طباعتی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بچوں کے ادب کے لئے بھی جہاں قصے کی سچائی اور اسلوب کی دلکشی کو پیش نظر رکھا ہے وہاں ان کتابوں کی پیش کش میں فنی اور جمالیاتی سطح پر ایسے اجتہادات کئے ہیں جو اسلامی اور دینی ادب میں اپنی نوعیت کی پہلی کامیاب کوشش ہے۔

ہم اساتذۂ کرام اور والدین سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے بچوں کے لئے لٹریچر کو بنظر تنقید وتحسین دیکھیں اور اگر اس پیش کش میں کسی نوعیت کی کمزوری کو دیکھیں تو ہمیں آگاہ فرمائیں۔

بچوں کے ادب کا یہ عظیم منصوبہ دارالسلام کے علمی اور تحقیقی منصوبوں میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ ہم سب مل جل کر بچوں کی تعمیر سیرت کے ذریعے ان کے روشن اور درخشاں مستقبل کو محفوظ کریں۔

حوالہ جات

[اس کہانی کو لکھنے کے لیے ان کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔]

① رحمة للعالمين:۱/۱۰۲۔ سید سلیمان منصور پوریؒ۔

② سيرة النبیﷺ لابن هشام:۱/۵۱۸۔۵۱۹۔

③ رحمة للعالمين:۱۲۲' سيرة النبی ﷺ لابن هشام:۳/۱۹۹' وزاد المعاد لابن قیم:۳/۱۲۷' والطبری:۳/۲۶۔

④ سيرة النبی ﷺ لابن هشام:۲/۱۹۰۔۱۹۲' زادالمعاد:۲/۷۱' ۱۱۰' صحيح البخاری:۲/۵۷۴۔ ۵۷۵

⑤ رحمة للعالمين ــ سید سلیمان منصورپوری:۱۲٤' زاد المعاد:۳/۲۷٤۔

⑥ صحيح مسلم۔ باب غزوہ خیبر:۲/۱۲۲۔ باب غزوہ ذی قرد وغیرھا:۲/۱۱۵' صحيح البخاری ــ باب غزوہ خیبر:۲/۶۰۳۔

⑦ زاد المعاد لابن قیم:۲/۱۳۶۔

⑧ زاد المعاد لابن قیم:۲/۱۳۹۔ ۱٤۰' فتح الباری:۷/٤۹۷' سيرة النبی ﷺ لابن هشام:۲/۳۳۸۔ ۳۳۹' رحمة للعالمين:۲/۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔

ایک دشمن وہ ہے جو سامنے سے وار کرتا ہے۔ جس کی دشمنی بالکل واضح ہوتی ہے...... ایسے دشمن کا مقابلہ کرنا آسان ہوتا ہے۔

ایک دشمن وہ ہے، جو چھپ کر اور گھات لگا کر، سازشوں کے جال میں الجھا کر مقابلہ کرتا ہے...... ایسے دشمن کا حملہ بڑا مشکل ہوتا ہے......

اس کتاب میں دوسرے قسم کے دشمن کی چالوں کا ذکر ہے۔ یہ دشمن اگرچہ مکار تھا، سازشی تھا مگر اس کے مقابلے میں وہ عظیم ہستی تھی جو دشمن کی ہر چال سے آگاہ تھی۔ تبھی دشمن کو شکست دینا ممکن ہوا تھا۔

یہ مکار دشمن کون تھا؟ اور اس کے مقابلے میں کون ہستی تھی......؟ اس کا علم تو اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہی ہوگا......

صدیوں پرانی دشمنی کا حرف بحرف سچا اور انتہائی دلچسپ قصہ!